گرہستی

وردہ بخاری

”تم جیسی عورتیں گھر نہیں بسا سکتیں...اٹھاؤ اپنا سامان اور جاؤ اپنے ابا کے گھر......“ اسد غصے میں چنگھاڑا تھا۔

سنبل تلملا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

”ہاں رہیں اپنے اس عالیشان گھر میں اکیلے......میں جا رہی ہوں اپنے بچوں کو لے کر......“

پانچ مرلے کے گھر کو طنزاً دیکھتے ہوئے سنبل ننھی علینہ کو گود میں لیتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ پانچ سالہ زین حیرانی سے ماں، باپ کو بری طرح لڑتے جھگڑتے دیکھ رہا تھا۔

”ہاں، ہاں جاؤ......جب سے میری زندگی میں آئی ہو زندگی سے سکون ہی چلا گیا ہے۔ بدتمیز...

ZEMTime SINCE 2014
www.zemtime.com

بدزبان عورت......'' اسد ہمیشہ کا بدلحاظ تھا اور لڑائی میں تو بالکل ہی آؤٹ ہوجاتا تھا۔

''قسمت تو میری پھوٹی ہے ناں...... ہائے میرے ابا نے کچھ دیکھا نہ بھالا اور بیاہ دیا ان جنگلی لوگوں میں......'' الماری سے کھینچ کھینچ کر کپڑے نکالتی دوپٹے سے آنسو پونچھتی سنبل مسلسل بول رہی تھی۔

''بچے کیوں لے کر جارہی ہو...... خود جانا چاہو تو جاؤ......'' اسد نے آگے بڑھ کر زین کو اس کے پاس سے کھینچنا چاہا تھا۔

''ہاتھ مت لگانا میرے بچوں کو......'' وہ بھوکی شیرنی کی طرح لپکی تھی اور زین کو باہر کھینچتی لے گئی تھی۔

''ایسے کیسے میرے بچے...... جاہل عورت......'' اسد نے سنبل کو بالوں سے پکڑ کر بیڈ پر پٹخا تھا اور ننھی علینہ کو گود میں لیے اور زین کا ہاتھ پکڑے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ سنبل سر پر ہاتھ رکھے بیڈ پر گری رو رہی تھی کہ بچوں کے بغیر وہ کچھ نہیں تھی۔ اس کی اونچی آواز میں رونے پر زین نے.... بے اختیار مڑ کر دیکھا تھا اور باپ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی تھی مگر اسد کے سر پر تو جیسے جنون سوار تھا۔

''خبردار چلو میرے ساتھ دادی کے کمرے میں......'' وہ بچوں کو گھسیٹتا اپنی ماں کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

☆☆☆

اسد اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا اور کماؤ پوت بھی..... بہنیں تو تھیں مگر وہ ایک ہی اولادِ نرینہ تھا۔ جہاں گھر بھر کی توجہ کا مرکز تھا وہاں ماں کو ہمیشہ اس کے بدل جانے کا خوف بھی تھا۔ شادی میں جتنی تاخیر ہوسکتی تھی کی گئی تھی۔ مگر جب عمر 35 سے تجاوز کرنے لگی تو خاندان بھر کی باتوں سے تنگ آکر بالآخر سنبل کو بیاہ لایا گیا۔

اسد فطری طور پر شادی سے خوش تھا اور کچھ سنبل کی خوب صورتی اور کم عمری اسے مزید شوخ بنانے لگی تھی۔ ماں، بہنوں نے کچھ تو برداشت کیا پھر وہی ہونے لگا جو پاکستان کے اسی فیصد گھرانوں میں ہوتا ہے۔ اسد کے آفس سے آتے ہی کوئی نہ کوئی تماشا تیار ہوتا۔ ماں، بہنوں کو ہر وقت کوئی شکایت ضرور ہوتی جو اسد کو کمرے میں جانے سے پہلے نہایت میٹھے انداز میں لگائی جاتی۔ آخر میں بات رفع دفع کرنے کے درس کے ساتھ اپنی اچھائی کا ڈھول بھی پیٹا جاتا کہ لوگ تو ان باتوں پر بہوؤں کو گھر سے نکال دیتے ہیں مگر ایک وہ ہیں جو بیٹے کا گھر بسا رہنا دیکھنا چاہتے ہیں...... بات کے اختتام پر اماں آبدیدہ ہوجایا کرتی اور بہنوں کے ساتھ اسد کے ہاتھ پاؤں بھی پھول جاتے۔ سب اماں کے ہاتھ پاؤں ملتے اسے وقت کا احساس ہی نہیں رہتا۔

اکثر تو کھانا بھی اماں کے کمرے میں ہی کھایا جاتا۔ سنبل نئی، نئی شادی کے خوش کن خیالات میں گھری اس کا انتظار کرتے، کرتے تھکنے لگی تھی۔ کچھ اسد کا رویہ بھی روز بروز بیزار کن ہونے لگا تھا۔ سنبل ہار سنگار کر کے اس کی طرف بڑھتی تو ماں، بہنوں کی باتیں اس کے ذہن میں چکرانے لگتیں۔ وہ یقین اور بے یقینی کے درمیان جھولنے لگتا۔ کبھی تو وہ سنبل کی طرف مائل ہوجاتا اور کبھی حد درجہ بدظن ہوکر کمرے سے ہی نکل جاتا۔

سنبل آئے روز چھوٹی، چھوٹی باتوں کی صفائیاں دیتے، دیتے تلخ ہونے لگی تھی۔ وہ کتنی ہی کوشش کرتی کہ ساس، نندوں کو اس سے کوئی شکایت نہ ہو مگر وہ کوئی نہ کوئی بات نکال ہی لیا کرتیں۔

اسی کشمکش میں شادی کا پہلا سال گزر گیا اور ننھا زین اس کی گود میں آگیا۔ بیٹے کی آمد بھی ان کے رشتے کو مضبوط نہ کرسکی کیونکہ جہاں اسد مزاج کا ٹیڑھا تھا وہاں سنبل میں بھی برداشت کی کمی تھی۔ اسد کی غلط فہمیوں کا نرمی سے جواب دینے کے بجائے وہ اب... دوبدو مقابلہ کرنے لگی تھی۔ سخت لہجے میں کی گئی معقول بات بھی سمجھ میں نہیں آتی یہ تو پھر شکایات کا ایک سلسلہ

www.zemtime.com

تھا جو دونوں طرف سے برابر جاری تھا۔ سنبل کو بھی اب اختر بیگم (ساس) سے شکایات ہونے لگی تھیں۔ بے جا بیٹیوں کی حمایت اسے بے طرح کھلنے لگی تھی۔ کچھ بھلا ہو ہمارے خواتین کے سوشل گروپس کا جہاں آج کل خواتین کو ہر بات میں مردوں سے مقابلے کا درس دیا جاتا ہے۔ سنبل بھی انہی خواتین کے افکار سے متاثر تھی۔ خواتین کے حقوق کی بات کرتے، کرتے ان خواتین کو احساس ہی نہیں رہتا کہ خواتین کے کچھ فرائض بھی ہوتے ہیں جن میں سرفہرست گھر بنانے کے ساتھ، ساتھ گھر میں سکون قائم رکھنا بھی ہے۔ یہ نہیں تھا کہ سنبل کی ساس، نندوں کی غلطی نہیں ہوتی مگر ان کی غلطی کی سزا خود کو دینا کہاں کی عقلمندی تھی۔ عورت کو اللہ نے ایسی خوبی سے نوازا ہے کہ وہ بحیثیت بیوی اپنی نرمی اور محبت سے میاں، بیوی کے کمزور رشتے کو چٹان سے زیادہ مضبوط بنا سکتی ہے۔

اب یہاں اسد، ماں، بہنوں کی ہزار شکایتوں کے باوجود سنبل کی طرف ملتفت تھا۔ وہ کبھی ان اختلافات کا ذکر نہیں بھی کرنا چاہتا تو سنبل اپنی شکایت کا دفتر کھول لیتی۔ ایک طرف ماں اور دوسری طرف بیوی سے سخت سنتے، سنتے وہ گھر آنے سے ہی بیزار رہنے لگا تھا۔ گھر کا ماحول رفتہ، رفتہ خراب ہوتا چلا گیا اور اب تو اسد اور سنبل کو کسی کا لحاظ باقی نہیں رہ گیا تھا۔ وہ دونوں ہی ٹکر کی لڑائی کرتے اور... آخر میں تو بات مار کٹائی تک بھی پہنچ جاتی۔ اب تو ساس، نندوں کو لڑوانے کی کوئی بھی بات نہ کرنا پڑتی کہ معمولی سے اختلاف پر وہ دونوں خود ہی پرانی باتیں دُہرا، دُہرا کر نئی لڑائی کیا کرتے۔ اسی کشمکش میں ننھی علینہ ان کی زندگی کا حصہ بن گئی۔

اللہ مسلسل اپنی نعمتوں سے نواز رہا تھا مگر اسد کی پیشانی پر ہر وقت شکوؤں کا جال بُنا رہتا اور سنبل نصیبوں کو کوستی نظر آتی۔ زندگی سے دونوں ہی بیزار تھے مگر کہیں نہ کہیں کچھ محبت اب بھی باقی تھی جو دونوں ایک دوسرے کو چھوڑنے پر تیار نہ تھے۔ اور اس سب میں انہیں احساس تک نہ تھا کہ ان کے بچے کسی بری طرح سے متاثر ہو رہے تھے۔ زین تو جیسے مسکرانا ہی بھول گیا تھا، کوئی شرارت اور نہ کوئی ضد...... وہ یا تو خاموشی سے ٹی وی دیکھا کرتا یا سہا ہوا ماں، باپ کو لڑتے دیکھا کرتا۔

سنبل کی اب ساس سے بھی منہ ماری ہونے لگی تھی آخر کہاں تک برداشت کرتی۔ سچ ہے کہ رشتوں میں لحاظ اور مروت نہ رہے تو پھر پیچھے کچھ باقی نہیں رہتا۔ میاں، بیوی کی محبت اور بڑوں کی عزت اس گھر میں قصۂ پارینہ بن چکی تھی۔ بچوں کی تربیت کا کسی کو خیال نہیں رہا تھا بلکہ ننھا زین تو اکثر ماں کے غضب کا نشانہ بن جایا کرتا۔ یہ نہیں تھا کہ دونوں کو بچوں سے محبت نہیں تھی۔ سنبل تو ماں تھی ہی مگر اسد بھی بچوں کو..... بے تحاشا پیار کرتا تھا۔ ہاں غصہ آتا تو انہیں بری طرح جھڑک بھی دیتا۔ ڈھیروں کھلونے لا کر دیتا، کھانے پینے کا، چیزوں کا ہر چیز کا خیال کرتا مگر یہ بھول جاتا کہ صرف ایک پُرسکون ماں ہی بچوں کی بہترین تربیت کر سکتی ہے۔

گزرتے سالوں میں تینوں نندیں بیاہی گئیں...... ساس، بڑھاپے کے ساتھ جوڑوں کے درد میں مبتلا ہو چکی تھیں۔ اس لیے گھر سے ان کا اثر رسوخ جاتا رہا تھا۔ کچھ نہیں بدلا تھا تو وہ اسد اور سنبل کا مزاج تھا۔ ننھی علینہ اب پورے گھر میں بھاگی پھرتی تھی اور زین سنِ بلوغت کو چھونے لگا تھا۔ جسم میں اور مزاج میں آتی تبدیلیاں فطری تھیں مگر طبیعت کا دبو پن اور اعتماد کا فقدان اب نمایاں ہونے لگا تھا۔ قد تاڑ سا ہونے لگا مگر کندھے جھکے، جھکے سے رہتے۔ کوئی بات کرتا تو پسینے چھوٹ جاتے، پیشانی پر چمکتے قطرے اور چہرے کی ازلی بوکھلاہٹ...... اس کے دوست اس کی ہنسی اڑاتے تھے۔ اور پھر اس کی حالت پر ٹھٹھے بھی لگایا کرتے...... حد تو یہ تھی کہ اب وہ ہکلانے بھی لگا تھا۔ پہلی دفعہ جب باپ نے چھٹی کلاس کے سہ ماہی امتحان میں فیل ہونے پر اسے ڈانٹا اور وجہ پوچھی تو

www.zemtime.com

خوف کے مارے الفاظ منہ سے نکلتے نہ تھے۔ اسد کو اس میں بھی ہٹ دھرمی نظر آئی اور وہ اسے پیٹنے لگا۔ تب زین کو کھانسی کا ایسا دورہ پڑا کہ آنکھیں ابل کر باہر آ گئیں۔ سینے کو مسلتے اس کی حالت دیکھ کر اسد بھی پریشان ہو گیا اور لگا سنبل کو آوازیں دینے۔

سنبل نے آ کر زین کو سنبھالا تھا۔ جس کی رو، رو کر ہچکی بندھ چکی تھی۔ وہ عموماً باپ اور بیٹے کے معاملے میں کم ہی پڑتی تھی کہ وہ اولاد کے لیے سختی کے رویے کی قائل تھی مگر آج بے اختیار اس پر چیخی تھی۔ اور اسے زین کو ڈاکٹر کو دکھانے کے لیے کہا تھا۔

اگلے دن وہ زین کو ڈاکٹر کے پاس لے گئے تھے۔ زرد چہرہ اور آنکھوں کے گرد گھیرے حلقے...... ڈاکٹر نے تفصیل سے معائنہ کیا تھا۔ اور پھر غور سے ان دونوں کی شکل دیکھی تھیں۔

''کب سے یہ حالت ہے بچے کی؟'' ڈاکٹر نے پوچھا تھا اور دونوں نے ہونق انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔ ٹھیک ٹھاک تو تھا زین...... وہ تو اس کی کمزوری کو اس کے بڑھتے ہوئے قد سے منسوب کرتے تھے کہ قد بڑھے تو اس عمر میں سارے ہی بچے کمزور ہو جایا کرتے ہیں لیکن سب نہیں...... اس کی نند شمسہ کا بیٹا بھی تو تھا۔ چہرے سے ہی صحت چھلکتی تھی۔ قد تو اس کا بھی ماشاء اللہ اچھا خاصا تھا۔ سنبل بے توجہی سے سوچ گئی۔

''میرا مطلب بچے کی کھانسی سے ہے۔'' ڈاکٹر ان کو خاموش دیکھ کر وضاحت کرتے بولا تھا۔

کھانسی، کھانسی تو بچوں کو ہو ہی جاتی ہے ڈاکٹر صاحب...... بدلتا موسم ہے۔'' اب کی دفعہ اسد بولا تھا۔

''اس قدر کھانسی کو آپ معمولی سمجھ رہے ہیں، آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ بچے کی سانس کھانستے ہوئے کس قدر پھول رہی ہے۔ ویسے بھی بچے کی رنگت اور صحت کچھ اچھا اشارہ نہیں دے رہی۔ میں کچھ ٹیسٹ لکھ کر دے رہا ہوں، آپ کروا کر رپورٹ لا کر مجھے دکھائیں۔'' ڈاکٹر نے مصروف انداز میں پیڈ پر مطلوبہ ٹیسٹ لکھتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب...... کوئی پریشانی کی بات تو نہیں......'' سنبل کا تو ڈاکٹر کی باتیں سنتے ہی دل بیٹھ گیا۔

''جی...... یہ تو ٹیسٹ کی رپورٹ سے پتا چلے گا۔ آپ دعا کریں......'' ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولا تھا۔

اور وہ دونوں میاں، بیوی پژمردہ قدموں سے باہر آ گئے تھے۔ گاڑی میں سوار گھر کی طرف بڑھتے دونوں بالکل خاموش تھے۔ ساری رات کے جاگے زین پر اب غنودگی طاری تھی۔

گاڑی جھٹکے سے گھر کے دروازے پر رکی تو سنبل نے ہڑبڑا کر اسد کی طرف دیکھا۔ جواباً اسد نے بھی اس کا ہاتھ تھپتھپایا تھا۔

''پریشان نہیں ہو سنبل...... اللہ سب بہتر کرے گا۔'' اور سنبل کی آنکھیں ڈبڈبا گئی تھیں۔ وہ زین کو اٹھانے لگا تھا۔

اگلے دو دن تیز رفتاری سے گزرے تھے۔ مختلف ٹیسٹوں کے لیے لیب کے چکر کاٹتے، اسد مسلسل دعا گو تھا کہ ٹیسٹ کی رپورٹ کلیئر ہو...... اُدھر سنبل بالکل گم صم تھی۔ خاموشی سے سارے کام نپٹاتی اور بچوں کے پاس جا بیٹھتی۔ بچے اس کی اتنی توجہ سے بھی بہت خوش تھے۔ پہلی دفعہ سنبل کو اندازہ ہوا کہ بچے اسے کس قدر مس کرتے ہیں اور کتنی ہی باتیں ہیں ان کے پاس جو وہ اسے بتانا چاہتے ہیں۔ ان کی اسکول کی معصومانہ باتیں سننے سے اس کے لبوں پر تبسم بکھر جاتا اور وہ انہیں خود میں بھینچ لیتی۔

''یا اللہ ہمیں اس آزمائش سے نکال دے، ہم ہمیشہ تیرے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے۔'' یہ دعا مانگتے جانے کہاں سے وہ سب لمحے نگاہوں کے سامنے آن کھڑے ہوئے جب سب نعمتوں کے ہوتے ہوئے وہ ناشکری کی مرتکب ہوئی تھی۔ بچوں کو بے جا ڈانٹتی

www.zemtime.com

اور شوہر کو ایک کی چار سناتی سر پر دوپٹا باندھ کر سارا دن بستر پر گزار دیتی...... کس بری طرح اپنے بچوں کو نظر انداز کرتی رہی تھی۔

''یا رب...... میرے خدا یہ کیا کر دیا میں نے۔'' دونوں ہاتھوں سے سر کو دباتی وہ بڑبڑائی تھی۔

''بس ایک بار معافی...... میرے رب...... بس ایک بار......'' اس کا دل کچھ فریاد کر رہا تھا۔

آزمائش کیا ہوتی ہے یہ اب اس نے جانا تھا۔ پہلے کے سب شکوے شکایات...... اب اسے کھوکھلے محسوس ہوئے...... کیا ہوا جو ساس، نندیں اس کے کاموں کی تعریف نہیں کرتی تھیں۔ ان سے کون سا اس کا خون کا رشتہ تھا۔ یہاں تو خونی رشتے بھی اپنے مفاد کے پیچھے نہیں دیکھتے...... وہ تو پھر مہر میں ملے وہ رشتے تھے جو مانو تو بہت اپنے اور نہ مانو تو بہت پرائے تھے۔

شوہر اگر ماں کی بات مانتا تھا تو کیا ہوا اس کی ماں تھی اور پھر اس کے حقوق میں بھی تو کچھ کمی نہیں کرتا تھا۔ ماں کی ہاں میں ہاں ملانا اس کی ماں کا حق تھا۔ وہ کیوں ہر وقت حق اور سچ کی علمبردار بنی رہی۔ کیوں ہر وقت اسے کٹہرے میں کھڑا رکھا یہ جانے بغیر کہ کمی تو اس میں بھی تھی۔ میاں، بیوی ایک دوسرے کا پردہ ایک دوسرے کا لباس ہیں پھر کیوں ان دونوں نے اپنا پردہ بچوں تک کے سامنے نہ رکھا۔ بچوں کے ذہن اور دل پر ان کے جھگڑے کیا اثر چھوڑیں گے۔ انہیں اس بات کا کبھی احساس تک نہ ہوا...... کیسے ماں، باپ تھے وہ جو صرف اپنے لیے جیتے رہے، اپنے حقوق کی جنگ لڑتے رہے اور بچوں کے کوئی حقوق نہ تھے۔ کیا ایک پُرسکون گھر میں رہنا ان کا حق نہ تھا۔ حق مانگتے، مانگتے اپنے فرائض بھول گئے تھے وہ...... پشیمانی کے آنسو اس کا دامن بھگو رہے تھے۔

''معافی میرے پروردگار...... ایک بار بس ایک بار......'' وہ جانماز پر سجدہ ریز تھی۔

''ماما...... پاپا آپ کو بلا رہے ہیں۔''

بہترین تحریریں، لاجواب روداد اور اعلیٰ داستانیں پڑھنے والوں کے لیے
سرگزشت کا مطالعہ ضروری ہے

ماہنامہ سرگزشت کراچی

شمارہ اکتوبر 2022 کی جھلکیاں

نوائے آدمیت
آپ کے پسندیدہ کہانی کار کی کہانی

جگا ٹیکس
آپ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ ٹیکس کون وصولتا تھا؟

حسینہ بنت حسینہ
ماں اور بیٹی دونوں ہی شاہکار حسن کی مالکہ کہلائیں

بقلم خود
آپ کے محبوب قلم کار کی دلچسپ آپ بیتی، سرگزشت کا ایک نیا سلسلہ

غم کے مارے
ایک ایسی سچ بیانی جو آپ کی آنکھیں نم کر دے گی

اس کے علاوہ
ڈھیر ساری سچ بیانیاں، سچے قصے، دلچسپ واقعات، ہر تحریر پر اثر، معلومات کا خزانہ

''اس کا مطلب ہے اسد کو ٹیسٹ کی رپورٹس مل گئیں''، اس کا دل لرز اٹھا۔

''یا الٰہی خیر رکھنا..... یا میرے رب میرے بچے زین کی خیر رکھنا۔'' دل میں ہزار وسوسے لیے وہ لاؤنج کی طرف بڑھی تھی۔ جہاں اسد اسے دیکھ کر ایک دم کھڑا ہوا تھا۔

''سنبل دیکھو اسد کی تمام رپورٹس کلیئر آئی ہیں..... بس ڈاکٹر نے اچھا کھانے پینے اور پُرسکون ماحول میں رہنے کی ہدایت کی ہے۔ اللہ کا بہت کرم ہوگیا ہے ورنہ ڈاکٹر نے جب دل کے ٹیسٹ کیے تو میں بہت ڈر گیا تھا۔'' اسد کی لرزتی آواز ابھری تھی۔

''اوہ میرے خدا.....'' وہ جانے اب تک کیسے ہمت مجتمع کیے کھڑی تھی۔ بیٹھتی چلی گئی۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے تھے۔ ''اے اللہ..... تو ہم گنہگاروں پر کس قدر مہربان ہے۔''

''سنبل.....'' اسد نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا تھا۔ زرد چہرہ، کمزور جسم اسے بے اختیار شادی کے وقت کا اس کا سرخ و سفید چہرہ یاد آیا تھا۔ کیا سے کیا ہوگئی تھی وہ..... اندر کہیں شرمساری نے سر اٹھایا تھا۔ اس نے بے اختیار اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر مہرِ محبت ثبت کی تھی۔

''میری جان..... مجھے معاف کردو..... میں تمہارا اور اپنے بچوں کا مجرم ہوں..... میں ماں اور بیوی میں انصاف نہیں کرسکا۔ میں اپنے بچوں کو ایک صحت مند، پُرسکون ماحول نہ دے سکا۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ بچوں کو صرف کھانے کی نہیں ذہنی سکون کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نے زین کی حالت کی وجہ ڈپریشن بتائی ہے۔ اس میں خون کی انتہائی کمی ہے اور وقتاً فوقتاً بخار ہونے کی وجہ سے پھیپھڑوں اور گردوں پر اثر پڑا ہے۔ مگر یہ تمام مرض قابلِ علاج ہیں، ڈاکٹر نے ایک ماہ کے علاج کے بعد صحت یابی کی نوید سنائی ہے۔ اللہ کا لاکھ، لاکھ شکر ہے کہ لاعلاج مرض میں مبتلا نہیں ہمارا زین.....'' اس نے سنبل کو تسلی دی۔

''تم دل چھوٹا نہیں کرو اور بس اب اپنے آنسو صاف کرو..... آج کے بعد میں تمہیں نہیں رونے دوں گا..... تم اور بچے ہی تو میری زندگی ہو۔'' اسد نے پیار سے زین اور علینہ کو گلے لگایا تھا۔ جن کے چہرے پر سکون پھیلا ہوا تھا۔

بچے معصوم و ناسمجھ ضرور ہوتے ہیں مگر بے حد حساس ہوتے ہیں۔ وہ ماں، باپ کے پیار کو بھی محسوس کرتے ہیں اور بیزاری کو بھی۔

سنبل روتے، روتے مسکرادی تھی۔ ابھی اتنی بھی دیر نہیں ہوئی تھی۔ ابھی وقت تھا سنبھلنے کا..... اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا، جس کے بارے میں رب تعالیٰ خود سورۂ رحمٰن میں فرماتے ہیں۔

''اور تم اللہ کی کن، کن نعمتوں کو ٹھکراؤ گے۔''

اور ہر وقت بیزار صورت بنائے چھوٹی، چھوٹی باتوں پر جھگڑا اللہ کی نعمتوں کو ٹھکرانا ہی تو ہے۔

''خاندان ایک ادارہ ہے جس کا سب سے بڑا مقصد اس ادارے میں آنے والی نئی نسل کی بہترین تربیت کرنا ہے تاکہ وہ معاشرے کے کارآمد شہری بن سکیں اور جہاں میاں، بیوی یہ مقصد بھول جاتے ہیں اور اپنی، اپنی انا کے جھنڈے لہراتے ہوئے میدان میں اتر آتے ہیں تو وہاں تو پھر احساسِ کمتری کی ساری اور ہر حساب سے کمزور نسل ہی پروان چڑھتی ہے اور کوئی والدین یہ نہیں چاہیں گے کہ ان کے بچے کسی بھی حساب سے دنیا کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں۔

اسد اور سنبل اپنی، اپنی جگہ چپکے بیٹھے تھے اور دونوں کو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔

آج ڈاکٹر ابراہیم نے خاص طور پر ''نئی نسل اور ہماری ذمے داریاں'' کے موضوع پر منعقد کی گئی کانفرنس میں سنبل اور اسد کو بھی خاص طور پر مدعو کیا تھا۔ جہاں انہیں آئینے میں اپنے، اپنے چہرے صاف نظر آرہے تھے۔

❀❀❀

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014